اس نور ذات اقدس کے سائے کی نفی
جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی
نفی الفیٔ عمن استنار بنورہ کل شیٔ
۹۶ ھ ۱۲
تصنیف لطیف:
اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز
ALAHAZRAT NETWORK

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

نفی الفیئ عمن استنار بنورہ کل شیئ

۱۲۹۶

(اُس ذاتِ اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی)

مسئلہ ۳۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ تھا یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمایئے اجر دئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ الحمدللہ الذی خلق قبل الاشیاء نور نبینا من نورہ وخلق الانوار جمیعا من لمعات ظہورہ فہو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور الانوار ومحمد جمیع الشموس و الاقمار سماہ ربہ فی کتابہ الکریم

ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس نے تمام اشیاء سے قبل ہمارے نبی کے نور کو اپنے نور سے بنایا اور تمام نوروں کو آپ کے ظہور کے جلووں سے بنایا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام نوروں کے نور اور ہر شمس و قمر کے مددہیں۔ آپ کے رب نے اپنی کتاب کریم میں آپ کا

www.alahazratnetwork.org

نورا وسراجا منیرا فلولا انارتہ لما استنارت شمس ولا تبین یوم من امس ولا تعین وقت الخمس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی المستنیرین بنورہ المحفوظین عن الطمس جعلنا اللہ تعالٰی منھم فی الدنیا ویوم لا یسمع الا ھمس۔

نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔ اگر آپ جلوہ فگن نہ ہوتے تو سورج روشن نہ ہوتا، نہ آج کل سے ممتاز ہوتا اور نہ ہی خمس کے لئے وقت کا تعین ہوتا۔ اللہ تعالٰی آپ پر درود نازل فرمائے اور آپ کے نور سے مستنیر ہونے والوں پر جو مٹ جانے سے محفوظ ہیں۔ اللہ تعالٰی ہمیں ان سے بنائے دنیا میں اور اس دن جس میں نہیں سنائی دے گی مگر بہت آہستہ آواز۔ (ت)

بیشک اس مہر سپہر اصطفاء، ماہ منیر اجتباء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث واقوال علمائے کرام سے ثابت اور اکابر ائمہ وجہابذ فضلاء مثل حافظ رزین محدث وعلامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور وامام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی وامام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ وعلامہ حسین بن محمد دیار بکری واصحاب سیرت شامی وسیرت حلبی وامام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی وامام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء وعلامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحب نسیم الریاض وامام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ وفاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب وشیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وجناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی وبحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی وشیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلہ فاضلین ومقتدایان کہ آج کل کے مدعیان خام کار ان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل وقاضی نقل نے باہم اتفاق کرکے اس کی تاسیس وتشیید کی۔

فقد اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل فی شمس ولا قمر[1]۔

حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔

سیدنا عبداللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالٰی حضرت سیدنا و

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ الحکیم الترمذی باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۶۸

www.alahazratnetwork.org

ابن سبع نا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں،

قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل، ولم یقم مع شمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس، ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ علی ضوء السراج[1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ اُن کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کے تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔

امام علامہ حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب خصائص کبرٰی میں اس معنے کے لئے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیثِ ذکوان ذکر کرکے نقل کیا۔

قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ظلہ کان لایقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشٰی فی الشمس او القمر لاینظر لہ ظل قال بعضھم ویشھد لہ حدیث قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا[2]

یعنی ابن سبع نے کہا حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے، تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ بعض علماء نے فرمایا اور اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کردے۔

نیز انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باب ثانی فصلِ رابع میں فرماتے ہیں،

لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانہ کان نورا قال رزین لغلبۃ انوارہ[3]

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔ امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔

---

[1] الوفاء باحوال المصطفٰی الباب التاسع والعشرون مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۴۰۷

[2] الخصائص الکبرٰی باب الآیۃ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/ ۶۸

[3] انموذج اللبیب

www.alahazratnetwork.org

امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

وما ذکر من انه کان لا ظل لشخصه فی شمس ولا قمر لانه کان نورا۔[1]

یعنی حضور کے دلائلِ نبوت و آیاتِ رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسمِ انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ حضور نور ہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالٰی نے اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوارِ حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کرکے اپنی ایک رباعی اِنشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایۂ احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت و فضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں: بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نورِ روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا۔ اگر تو سمجھے تو وہ نورٌ علٰی نور ہیں۔

وھذا ما نصہ الخفاجی (خفاجی کی عبارت یہ ہے):

(و) ومن دلائل نبوته صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم (ما ذکر) بالبناء للمجهول والذی ذکره ابن سبع (من انه) بیان لما الموصولة (لا ظل لشخصه) ای لجسده الشریف اللطیف اذا کان (فی شمس ولا قمر) مما ترٰی فیه الظلال لحجب الاجسام ضوء النیرین ونحوهما وعلل ذٰلک ابن سبع بقوله (لانه) صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم (کان نورا) والانوار شفافة لطیفة لاتحجب غیرها من الانوار فلاظل لها

حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دلائلِ نبوت سے ہے وہ جو مذکور ہوا اور وہ جو ابن سبع نے ذکر فرمایا کہ آپ کے شخص یعنی جسم اطہر و لطیف کا سایہ نہ ہوتا جب آپ دھوپ اور چاندنی میں تشریف فرما ہوتے یعنی وہ روشنیاں جن میں سائے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ اجسام، شمس و قمر وغیرہ کی روشنی کے لئے حاجب ہوتے ہیں۔ ابن سبع نے اس کی علت یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور ہیں اور انوار شفاف و لطیف ہوتے ہیں وہ غیر کے لئے حاجب نہیں ہوتے اور ان کا سایہ

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن ذٰلک ما ظہر من الآیات دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۲۵

www.alahazratnetwork.org

كما هو مشاهد فى الانوار الحقيقية وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال لم يكن لرسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم ظل ولم يقم مع شمس الا غلب ضوؤه ضوئها ولا مع سراج الا غلب ضوؤه ضوؤه وقد تقدم هذا والكلام عليه ورباعيتها فيه وهى ؎

ما جر لظل احمد اذيال فى الارض كرامة كما قد قالوا هذا عجب وكم به من عجب والناس بظله جميعا قالوا

وقالوا هذا من القيلولة وقد نطق القراٰن بانه النور المبين وكونه بشرا لا ينافيه كما توهم فان فهمت فهو نور على نور فان النور هو الظاهر بنفسه المظهر لغيره وتفصيله فى مشكوٰة الانوار[1] انتہٰی۔

نہیں ہوتا جیسا کہ انوارِ حقیقت میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کو صاحبِ وفا نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، نہ کھڑے ہوئے آپ کبھی سورج کے سامنے مگر آپ کا نور سُورج پر غالب آگیا، اور نہ قیام فرمایا آپ نے چراغ کے سامنے مگر آپ کا نور چراغ کی روشنی پہ غالب آگیا۔ یہ اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے اور اس سلسلہ میں رباعی جو کہ یہ ہے:

حضرت امام الانبیاء احمد مجتبٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سایۂ اقدس نے آپ کی کرامت و فضیلت کی وجہ سے دامن زمین پر نہیں کھینچا جیسا کہ لوگوں نے کہا، یہ کتنی عجیب بات ہے کہ عدمِ سایہ کے باوجود سب لوگ آپ کے سایۂ رحمت میں آرام کرتے ہیں۔

یہاں قالوا 'قیلولۃ' سے مشتق ہے (نہ کہ قول سے)۔ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا۔ اگر تو سمجھے تو آپ نور علٰی نور ہیں، کیونکہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو۔ اس کی تفصیل مشکوٰۃ الانوار میں ہے۔ (ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں: ؎

---

[1] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات، ہند ۳/ ۲۸۲

www.alahazratnetwork.org

چوں فنائش از فقر پیرایہ شود ۔۔۔۔ او محمد وار بے سایہ شود[1]

(جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہوجاتی ہے تو وہ محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرح بغیر سایہ کے ہوجاتا ہے۔ ت)

مولانا بحر العلوم نے شرح میں فرمایا :

در مصرع ثانی اشارہ بمعجزہ آں سرور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ آں سرور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم را سایہ نمی افتاد۔[2]

دوسرے مصرعے میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے معجزے کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا (ت)

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالٰے مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں، اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابن سبع کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث اجعلنی نورا (مجھے نور بنادے۔ ت) سے استشہاد ذکر کیا۔ حیث قال (امام قسطلانی نے فرمایا۔ ت) :

لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الترمذی عن ذکوان، وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورا فکان اذا مشٰی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل قال غیرہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا۔[3]

دھوپ اور چاندنی میں آپ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا۔ اس کو ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نور تھے، جب آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس کے غیر نے کہا اس کا شاہد نبی کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا وہ قول ہے جو آپ دعا میں کہتے کہ اے اللہ! مجھے نور بنادے۔ (ت)

اسی طرح سیرت شامی میں ہے :

و زاد عن الامام الحکیم قال معناہ لئلا یطأ علیہ کافر فیکون

یعنی امام ترمذی نے یہ اضافہ کیا، اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایہ اقدس پر پاؤں نہ رکھے

---

[1] مثنوی معنوی در صفت آں بیخود کہ در بقای حق فانی شدہ است دفتر پنجم نورانی کتب خانہ پشاور ص ۱۹

[2]

[3] المواہب اللدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۰۷

www.alahazratnetwork.org

مذلۃ لہ[1] — کیونکہ اس میں آپ کی توہین ہے۔

اقول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما تشریف لئے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گرد عجیب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا تھا اس سے دریافت فرمایا، بولا: بات یہ ہے کہ اور تو کچھ دست برد ہم تم پر نہیں پاتے جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اُسے اپنے پاؤں سے روندتا چلتا ہوں۔ ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عزجلالہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا۔ نیز اسی طرح سیرت حلبیہ میں ہے قد رماه فی شفاء الصدور۔

محمد زرقانی رحمہ اللہ تعالٰی شرح میں فرماتے ہیں، حضور کے لئے سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں، جیسا کہ ابن سبع نے کہا۔ اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں، سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوارِ عالم پر غالب تھا اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر نہ پڑے۔ وھذا کلامہ برمتہ (زرقانی کی اصل عبارت)۔

(لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر) لانہ کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین لغلبۃ انوارہ قیل وحکمۃ ذٰلک صیانتہ عن ان یطأ کافر علی ظلہ (رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان) ابی صالح السمان الزیات المدنی او ابی عمرو المدنی مولٰی عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا وکل منھما ثقۃ من التابعین فھو مرسل لکن روی ابن المبارک و

حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں اور نہ ہی چاندنی میں، کیونکہ آپ نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے فرمایا۔ رزین نے فرمایا عدم سایہ کا سبب آپ کے انوار کا غلبہ ہے، کہا گیا ہے کہ اس کی حکمت آپ کو بچانا ہے اس بات سے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر اپنا پاؤں رکھے۔ اس کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے ذکوان ابو صالح السمان زیات المدنی سے یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمرو المدنی سے، اور وہ دونوں ثقہ تابعین میں سے ہیں، چنانچہ یہ حدیث مرسل ہوئی، مگر ابن مبارک اور ابن جوزی نے

---

[1] سبل الہدٰی والرشاد الباب العشرون فی مشیہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۹۰

www.alahazratnetwork.org

ابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج (وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس والقمر لا یظھر لہ ظل) لان النور لا ظل لہ (قال غیرہ و یشھد لہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ) لما سأل اللہ تعالٰی ان یجعل فی جمیع اعضائہ وجہاتہ نورا اختم بقولہ (واجعلنی نورا) والنور لا ظل لہ وبہ یتم الاستشھاد انتہی[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ کبھی بھی سورج کے سامنے جلوہ افروز ہوتے مگر آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آگیا اور نہ ہی کبھی آپ چراغ کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آگئی۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور تھے، آپ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس کے غیر نے کہا حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات اس کے شاہد ہیں جب آپ نے اللہ تعالٰی سے سوال کیا کہ وہ آپ کے تمام اعضا اور جہات کو نور بنا دے اور آخر میں یوں کہا اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اسی کے ساتھ استدلال تام ہوا۔ (ت)

علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم) النوع الرابع ما اختص صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہ من الکرامات میں فرماتے ہیں:

لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر[2]

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔

بعینہٖ اسی طرح کتاب "نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار" میں ہے۔

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہ تعالٰی: لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسھم خیرا (کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۲۲۰
[2] تاریخ الخمیس القسم الثانی النوع الرابع موسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۲۱۹
[3] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۲

www.alahazratnetwork.org

نیک گمان کیا ہو تا۔ت) فرماتے ہیں :

قال عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ ان اللہ ما اوقع ظلك علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علٰی ذٰلك الظل[1]

امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالٰی نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

امام ابن حجر مکی افضل القرٰی میں زیر قول ماتن قدس سرہ، سے

لم یساووك فی علاك وقد حال سنا منك دونهم وسناء[2]

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔

فرماتے ہیں :

ھذا مقتبس من تسمیتہ تعالٰی لنبیہ نورا فی نحو "قد جاءکم من اللہ نور وکتٰب مبین" وکان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکثر الدعا بان اللہ تعالٰی یجعل کلا من حواسہ واعضائہ وبدنہ نورا اظہارا لوقوع ذٰلك وتفضل اللہ تعالٰی علیہ بہ لیزداد شکرہ وشکر امتہ علی ذٰلك کما امرنا بالدعاء الذی فی اٰخر سورۃ البقرۃ مع وقوعہ وتفضل اللہ تعالٰی بہ لذٰلك و مما یؤید انہ صلی اللہ تعالٰی

یعنی یہ معنی اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلاً اس آیت میں کہ بیشک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکثرت یہ دُعا فرماتے کہ الٰہی ! میرے تمام حواس و اعضاء سارے بدن کو نور کردے۔ اور اس دُعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دُعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کر دیا تاکہ آپ اور آپ کی اُمت اس پر اللہ تعالٰی کا زیادہ شکر ادا کریں۔

---

[1] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت الآیۃ ۲۴/۱۲ دارالکتاب العربی بیروت ۱۳۵/۳

[2] ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی الفصل الاول حزب القادریۃ لاہور ص ۹

www.alahazratnetwork.org

علیہ وسلم صار نورا انہ کان اذا مشی فی الشمس او القمر لم یظہر لہ ظل لانہ لایظہر الا لکثیف وھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد خلصہ اللہ من سائر الکثائف الجسمانیۃ وصیرہ نورا صرفا لایظہر لہ ظل اصلا۔[1]

جیسے ہمیں حکم ہوا ہے کہ سورۃ بقر شریف کے آخر کی دعا عرض کریں وہ بھی اسی اظہار وقوع وحصول فضل الٰہی کے لئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور محض ہو جانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لئے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو اللہ تعالٰی نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کرکے نرا نور کردیا لہذا حضور کے لئے سایہ اصلا نہ تھا۔

علامہ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں:

لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل یظہر فی شمس ولا قمر۔[2]

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ظاہر ہوتا نہ چاندنی میں۔

فاضل محمد بن فہیم کی "اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی واہل بیتہ الطاہرین" میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہے:

وانہ لا فیئ لہ۔[3]

حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا۔

مجمع البحار میں برمز ش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے:

من اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم النور قیل من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذا مشی فی الشمس والقمر لایظہر لہ ظل۔[4]

حضور کا ایک نام مبارک "نور" ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

---

[1] افضل القرٰی لقراء ام القرٰی (شرح ام القرٰی) تحریر شعر ۲ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/ ۱۲۸ و ۱۲۹

[2] الفتوحات الاحمدیۃ علی متن الہمزیۃ سلیمان جمل المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۵

[3] اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی واہل بیتہ الطاہرین علی ہامش الابصار دارالفکر بیروت ص ۶۹

[4] مجمع بحار الانوار باب نون تحت لفظ "النور" مکتبہ دارالایمان مدینۃ المنورۃ ۴/ ۸۲۰

alahazratnetwork.org

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

ونبود مر آنحضرت را صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول وعجب است ایں بزرگان کہ ذکر نکردند چراغ را و نور یکے از اسمائے آنحضرت است صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ونور را سایہ نمی باشد انتہی۔[1]

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان۔ اور تعجب ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور نور حضور کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (ت)

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوبات صدم میں فرماتے ہیں:

او را صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است و چوں لطیف ترے از وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد۔[2]

آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے! (ت)

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں:

واجب را تعالٰی چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید بمثل است و مُنبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل، ہرگاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد۔[3]

اللہ تعالٰی کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالٰی میں کمالِ لطافت نہیں ہے۔ دیکھئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔ (ت)

---

[1] مدارج النبوۃ باب اول بیان سایہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۱

[2] مکتوبات امام ربانی مکتوب صدم نولکشور لکھنؤ ۳/ ۱۸۷

[3] ایضاً مکتوب ۱۲۲ نولکشور لکھنؤ ۳/ ۲۳۶

www.alahazratnetwork.org

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ والضحیٰ میں لکھتے ہیں :

سایۂ ایشاں بر زمیں نمی افتاد۔[1] آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا۔ (ت)

فقیر کہتا ہے غفراللہ لہ استدلال امام ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث واجعلنی نورا (مجھے نور بنادے۔ ت) سے استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدعا پر دلالت واضح ہے، دلیل شکل اول بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب، صغریٰ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور ہیں، اور کبریٰ یہ کہ نور کے لئے سایہ نہیں، جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا آپ ہی پاسے گا، مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو مجال گنجائش گفتگو ہو، کبریٰ تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصرو شہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب، نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے۔ اس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں، اور صغریٰ یعنی حضور پر نور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں مگر تبکیت معاندین کے لئے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حق سبحانہ وتعالٰی نے فرماتا ہے:

یایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنه وسراجا منیرا۔[2]	اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا۔

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں، اور خود قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا:

وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا۔[3]	اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

---

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پ ۳۰ سورۃ الضحیٰ مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی ص ۳۱۲

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۵

[3] " " ۷۱/ ۱۶

www.alahazratnetwork.org

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین[1] — بتحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔

علماء فرماتے ہیں: یہاں نور سے مراد محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح آیۂ کریمہ والنجم اذا ھوٰی[2] (اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔ ت) میں امام جعفر صادق اور آیۂ کریمہ وما ادرٰیك ما الطارق النجم الثاقب[3] (اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارا۔ ت) میں بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذات پاک سیدِ لولاک مراد لیتے ہیں[4] صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ایک دُعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے:

اللھم اجعل فی قلبی نورا و فی بصری نورا و فی سمعی نورا و فی عصبی نورا و فی لحمی نورا و فی دمی نورا و فی شعری نورا و فی بشری نورا و عن یمینی نورا و عن شمالی نورا و امامی نورا و خلفی نورا و فوقی نورا و تحتی نورا و اجعلنی نورا[5]

الٰہی! میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت و پوست و خون و استخوان اور میرے زیر و بالا و پس و پیش و چپ و راست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کر دے۔

جب وہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سننے والے نے انھیں ضیاء سے تابندہ و مہرِ درخشندہ و نورِ الٰہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہہ رہا، حدیث ابن عباس میں ہے کہ ان کا نور چراغ و خورشید پر غالب آتا۔ اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد کہ

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۵

[2] " ۵۳/ ۱

[3] " ۸۶/ ۲ و ۳

[4] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الفصل الرابع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۰

[5] صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۳۵
صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " " ۱/ ۲۶۱
جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۷۸

www.alahazratnetwork.org

ان کی روشنیاں اس کے حضور پھیکی پڑجاتیں جیسے چراغ پیش مہتاب یکسر ناپدید و کالعدم ہوجاتیں جیسے ستارے حضورِ آفتاب۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے:

واذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ[1] — جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھنتا نظر آتا۔

ہند بن ابی ہالہ کی حدیث میں وارد ہے:

یتلألؤ وجہہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر، اقنی العرنین، لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتأملہ اشم انور المتجرد[2]

یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا بُکا تجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن وتابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالٰی علٰی کل عضو من جسمہ الانور الاعطر وبارك وسلم (اللہ تعالٰی آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسم انور معطر کے ہر عضو پر درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔ ت)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

کان الشمس تجری فی وجہہ[3] — گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا۔

اور فرماتے ہیں:

واذا ضحك یتلألؤ فی الجدر[4] — جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہوجاتیں۔

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر باب ما روی فی فصاحۃ لسانہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۹۵
الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الباب الثانی فصل وان قلت اکرمک اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۶
شمائل الترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ص ۲
[2] " " " " " " " " " ص ۲
[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الباب الثانی فصل ان قلت اکرمک اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۶
[4] " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں :

لو رأیت لقلت الشمس طالعة[1]

اگر تو انھیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔

ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں :

ما رأینا کان النور یخرج من فیہ[2]

ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔

احادیث کثیرہ مشہورہ میں وارد، جب حضور پیدا ہوئے اُن کی روشنی سے بصرٰی اور روم و شام کے محل روشن ہو گئے۔ چند روایتوں میں ہے :

اضاء لہ ما بین المشرق والمغرب[3]

آپ کے لئے مشرق سے مغرب تک منور ہو گیا۔

اور بعض میں ہے :

امتلأت الدنیا کلھا نورًا[4]

تمام دُنیا نُور سے بھر گئی۔

آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں :

رأیت نورًا ساطعًا من رأسہ قد بلغ السماء[5]

میں نے اُن کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔

ابن عساکر نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی :

"میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لائے، حضور کے نورِ رُخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی۔"[6]

---

[1] المواہب اللدنیۃ عن ربیع بنت معوذ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۲۳

[2] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب علامات النبوۃ باب صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتاب بیروت ۸/ ۲۸۰

[3] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول احادیث اخری فی المولد المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۴۰

[4] الخصائص الکبرٰی باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من المعجزات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۴۷

[5] " " " " " " " " " ۱/ ۴۹

[6] " " بحوالہ ابن عساکر باب الآیۃ فی وجہہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم " " " ۱/ ۹۲ و ۹۳

www.alahazratnetwork.org

علامہ فاسی مطالع المسرات میں ابن سبع سے نقل کرتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یضیئ البیت المظلم من نورہ[1]۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے خانۂ تاریک روشن ہو جاتا۔

اب نہیں معلوم کہ حضور کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے کا انکار کرے گا یا اقرار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہئے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہئے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا یا ذ باللہ کثیف تھا اور جو اس سے تحاشی کرے تو پھر عدم سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے!

بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرض استدلال میں لائے، جا بلا انکار، مکابرہ و کج بحثی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ جا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہوں وہ بھی دکھائے، ہم ارشادات علماء سند میں لاتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا۔

مجرد ماو شما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ ت)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف۔ وہ خود فرماتے ہیں:

لست مثلکم[2] میں تم جیسا نہیں۔ ویروی لست کھیئتکم[3] میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔

---

[1] مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۳۹۳

[2] المصنف لعبد الرزاق کتاب الصیام باب الوصال حدیث ۷۷۵۲ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۶۷
صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۳
صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال " " " ۱/۳۵۱ و ۳۵۲

[3] صحیح بخاری کتاب الصوم باب الوصال " " " ۱/۲۶۳ و ۲۶۴

www.alahazratnetwork.org

ویروی، ایکم مثلی[1] تم میں کون ہے مجھ جیسا۔

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد سُنا کہ،

حضور کا بشر ہونا نورِ درخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تُو سمجھے تو وہ نورٌ علیٰ نور ہیں[2]۔

پھر صرف اس قیاسِ فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے اُن کے بھی ہوگا، ثبوتِ سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل و ادب سے کس قدر دُور پڑتا ہے سے

الا ان محمدا بشر لا کالبشر بل ھو یاقوت بین الحجر[3]

(خبردار! محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشر ہیں مگر کسی بشر کی مثل نہیں، بلکہ وہ ایسے ہیں جیسے پتھروں کے درمیان یاقوت۔ ت)

(صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین وبارك وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزاتِ ثابتہ و خصائصِ صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی و دنیاوی تصور کیا ہے، ایمان بے محبت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود فرماتے ہیں،

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین[4]۔ تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اور آفتابِ نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشرِ فضائل و تکثیرِ مدائح میں مشغول رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام و سحر نفی محاسن کی فکر میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔ جانِ برادر! تُو نے کبھی سُنا ہے کہ تیرا محب تیرے مٹانے کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا،

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۵۱
صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال " " ۱/۲۶۳
[2] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ومن ذٰلک ماظھر من الآیات مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳/۲۸۲
[3] افضل الصلوٰۃ علی سید السادات فضائل درود مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۱۵۰
[4] صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷
صحیح مسلم " باب وجوب محبۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم " " " ۱/۴۹

www.alahazratnetwork.org

جانِ ایمان وکانِ احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بار تنِ نازک پر اٹھالیا، تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کردیا۔ تم رات دن لہو ولعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول اور وہ شب وروز تمہاری بخشش کے لئے گریاں وملول۔

جب وہ جانِ رحمت وکانِ رأفت پیدا ہوا بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کیا اور رب ھب لی امتی[1] (یا اللہ! میری اُمت کو بخش دے۔ ت) جب قبر شریف میں اتارا لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سُنا آہستہ آہستہ اُمتی[2] (میری اُمت۔ ت) فرماتے تھے، قیامت میں بھی انہیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم السلام سے نفسی نفسی اذھبوا الی غیری[3] (آج مجھے اپنی فکر ہے کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ ت) سُنو گے اور اس غمخوارِ اُمت کے لب پر یارب اُمتی[4] (اے رب! میری اُمت کو بخش دے۔ ت) کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں، جب انتقال کروں گا صُورِ پُھونکے جانے تک قبر میں اُمتی اُمتی پکاروں گا۔ کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آوازِ جانگداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے گاہے ہم سے کسی غافل ومدہوش کے گوش تک بھی پہنچتی ہے، رُوح اسے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم گراں نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔

وائے بے انصافی، ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور اس کی مدح وستائش ونشرِ فضائل سے آنکھوں کو روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشمِ خرد میں سُرمۂ انصاف لگا اور گوشِ قبول سے پنبۂ اعتساف نکال، پھر یہ تمام اہلِ اسلام بلکہ ہر مذہب وملت کے عقلاء سے پُوچھتا پھر اگر ایک منصف ذی عقل بھی تجھ سے کہدے کہ نشرِ محاسن وتکثیرِ مدائح زمرۂ دوستی کا مقتضٰی اور ردِّ فضائل ونفیِ کمالاتِ غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ

---

[1]

[2]

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱

[4] " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

خدا و رسول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کہ خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا اور جس کی شان بڑھائے اُسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضلِ الٰہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغِ مبین تھا، اس سے بحمداللہ فراغت پائی، اور جو اب بھی تیرے دل میں کوئی شک و شبہہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ "قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام" علیہ وعلٰی اٰلہ الصلٰوۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، ان شاء اللہ تعالٰی بیانِ شافی پائے گا اور مرشدِ کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور نہایت نفیس دلائل سے ثابت کردیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع و اضاءت بلکہ مصدرِ انوار و افضل ضیئات بلکہ درحقیقت بعد جنابِ الٰہی نامِ "نور" انہیں کو زیبا، اور اُن کے ماوراء کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہی کی جناب سے ایک علاقہ و انتساب کے سبب، اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوتِ معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں، اور یہ بھی بیان کردیا ہے کہ پیشوایانِ دین کا داب ان معاملات میں ہمیشہ قبول و تسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن و حدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوتِ کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ، اور اس کے سوا اور فوائد شریفہ و ابحاثِ لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا ان شاء اللہ تعالٰی لطفِ جانفزا پائے گا، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولٰنا محمد و اٰلہ واصحبہ واصہارہ وانصارہ واتباعہ اجمعین الٰی یوم الدین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

رسالہ

نفی الفیئ عمن استنار بنورہ کل شیئ

ختم ہوا